ماهنامہ

جلد (۱)

جمادی الاخریٰ

۱۴۲۶ھ

دعوۃ الحق

شمارہ (۳)

جولائی

۲۰۰۵ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ
ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف صاحب زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپئے

سالانہ زرِتعاون ایک سو روپئے، ششماہی ۵۵ روپئے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے انٹرا گرافکس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

۱	عرض حال	ادارہ	۳
۲	درسِ قرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۴
۳	درسِ حدیث	حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۷
۴	انوار سنت	حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم	۹
۵	جو بیچتے تھے دوائے دل	حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۱
۶	ملفوظات محی السنة	حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۱۵
۷	کام کا صحیح طریقه	مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۱۸
۸	گناہ کا علاج	حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۲۱
۹	سیرت خاصان حق	ماخوذ........	۲۳
۱۰	ضروری مسائل	حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۲۴
۱۱	گناہ کے نقصانات	حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۲۵
۱۲	ایصال ثواب کا اعلیٰ طریقه	بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۲۶
۱۳	آہ ! استاذ الاساتذہ	حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب دامت برکاتہم	۲۷
۱۴	اغراض ومقاصد	ادارہ	

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

عرض حال

(ادارہ)

الحمد للہ ہم دعوۃ الحق کا تیسرا شمارہ پیش کرر ہے ہیں پچھلے دونوں شمارے ملک بھر کے علمی حلقوں میں کافی پسند کئے گئے اور بہت سے قارئین نے ہمت افزا کلمات سے بھی نوازا لیکن رسالے کا یا ہمارا اس میں کیا فائدہ؟

اصل مقصد اور نصب العین تو صرف خالصاً لوجہ اللہ دین کی دعوت دینا ہے۔ اور دعوت کی کامیابی تعریف وتحسین سے نہیں بلکہ عملی جدوجہد سے ہے جب تک قرآن وحدیث کی تعلیمات کو اکابردین کے ارشادات اور عملی نمونہ کی روشنی میں سمجھ کر ہم اپنی زندگیوں میں صالح عملی انقلاب نہیں لائینگے اس وقت تک یہ ساری کوششیں بے کار ہیں اس حقیقت کا پورا نچوڑ قرآن مجید کی سورۃ العصر میں بڑے جامع انداز سے پیش کیا گیا ہے۔

کہ انسان کو خسارے سے بچکر کامیاب ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے اور ایمان کی حفاظت عملِ صالح کی جدوجہد میں پوشیدہ ہے اور مسلسل عملی محنت کے لئے دعوتِ حق یعنے حق بات کی بار بار تکرار وتاکید پھر اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو برداشت کرنے کے لئے صبر وتحمل کا بار بار مذاکرہ ضروری ہے اور ان سب چیزوں کو اللہ کے خاص بندوں سے سیکھنا ہوگا جس کو سورۃ الفاتحہ کے اندر **صراط الذین انعمت علیھم** کہہ کر **صراط مستقیم** کی نشاندہی کی گئی ہے پس یہی جدوجہد ہم سب کیلئے ضروری ہے۔ اور یہی دعوۃ الحق کا نصب العین ہے۔ اللہ پاک توفیق عطا فرمائے۔

درس قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

ہمارے اعمال بد کے اثرات

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون

پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہئے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں۔

''یعنے خشکی اور دریا میں سارے جہاں میں فساد پھیل گیا لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے''

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ فساد سے مراد قحط اور وبائی امراض اور آگ لگنے اور پانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم نقصان زیادہ ہو جانا وغیرہ آفات ہیں، اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان دنیوی آفات کا سبب انسانوں کے گناہ اور اعمال بد ہوتے ہیں جن میں شرک و کفر سب سے زیادہ اشد ہیں، اس کے بعد دوسرے گناہ ہیں،

اور یہی مضمون دوسری ایک آیت میں اس طرح آیا ہے **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر** ، یعنی تمہیں جو بھی مصیبت پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے ہے، یعنی ان کے معاصی کے سبب جو تم کرتے رہتے ہو اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں جو مصائب اور آفات تم پر آتی ہیں ان کا حقیقی سبب تمہارے گناہ ہوتے ہیں، اگر چہ دنیا میں نہ ان گناہوں کا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ ہر گناہ پر مصیبت و آفت آتی ہے، بلکہ بہت سے گناہوں کو تو معاف کر دیا جاتا ہے، بعض بعض گناہوں پر ہی گرفت ہوتی ہے اور آفت و مصیبت بھیج دی جاتی ہے، اگر ہر گناہ پر دنیا میں مصیبت آیا کرتی، تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہ رہتا، مگر ہوتا یہ ہے کہ بہت سے گناہوں کو تو حق تعالیٰ معاف ہی فرما دیتے ہیں اور جو معاف نہیں ہوتے ان کا بھی پورا بدلہ دنیا

میں نہیں دیا جاتا۔ بلکہ تھوڑا سا مزہ چکھایا جاتا ہے، جیسا کہ اس آیت کے آخر میں فرمایا، **لیذیقھم بعض الذی عملوا** ، یعنی تاکہ چکھادے اللہ تعالیٰ کچھ حصہ ان کے برے اعمال کا، اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اعمال بد اور گناہوں کی وجہ سے جو مصیبت و آفت دنیا میں بھیجد یجاتی ہے وہ بھی غور کرو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت ہی ہے، کیونکہ مقصود اس دنیا کی مصیبت سے یہ ہوتا ہے کہ غافل انسان کو تنبیہ ہو جائے اور وہ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں سے باز آجائے جو انجام کار اس کے لئے مفید اور بڑی نعمت ہے، جیسا کہ آخر آیت میں فرمایا **لعلھم یرجعون** ،

دنیا کی بڑی بڑی آفتیں اور مصائب انسانوں کے گناہوں کے سبب سے آتے ہیں اس لئے بعض علماء نے فرمایا کہ جو انسان کوئی گناہ کرتا ہے وہ ساری دنیا کے انسانوں چوپائیوں اور چرندے و پرندے جانوروں پر ظلم کرتا ہے، کیونکہ اس کے گناہوں کے وبال سے جو بارش کا قحط اور دوسرے مصائب دنیا میں آتے ہیں اس سے سب ہی جاندار متاثر ہوتے ہیں، اس لئے قیامت کے روز یہ سب بھی گناہگار انسان کے خلاف دعویٰ کریں گے۔

اور شقیقِ زاہد نے فرمایا کہ جو شخص حرام مال کھاتا ہے وہ صرف اس پر ظلم نہیں کرتا جس سے یہ مال ناجائز طور پر حاصل کیا ہے، بلکہ پورے انسانوں پر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ اول تو ایک کے ظلم سے دوسرے لوگوں میں ظلم کرنے کی رسم پڑتی ہے، اور یہ سلسلہ ساری انسانیت کو محیط ہو جاتا ہے، دوسرے اس کے ظلم کی وجہ سے دنیا میں آفتیں اور مصائب آتے ہیں جس سے سب ہی انسان متاثر ہوتے ہیں۔

فائدہ:۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا کہ اس دنیا میں خیر و شر یا مصیبت و راحت، مشقت و سہولت کے اسباب دو طرح کے ہیں، ایک ظاہری، دوسرے باطنی، ظاہری اسباب تو وہی مادی اسباب ہیں جو عام دنیا کی نظر میں اسباب سمجھے جاتے ہیں، اور باطنی اسباب انسانی اعمال اور ان کی بناء پر فرشتوں کی امداد و نصرت یا انکی لعنت و نفرت ہیں، جیسے دنیا میں بارش کے اسباب اہل فلسفہ و اہل تجربہ کی نظر میں سمندر سے اٹھنے والے بخارات (مان سون) اور پھر اِدھر کی ہوا میں پہونچکر ان کا منجمد ہونا (پھر آفتاب کی شعاعوں سے پگھل کر برس جانا ہیں) مگر

روایاتِ حدیث میں ان چیزوں کو فرشتوں کا عمل بتلایا گیا ہے، درحقیقت ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں، ایک چیز کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں، اس لئے ہوسکتا ہے کہ ظاہری اسباب یہی ہوں، اور باطنی سبب فرشتوں کا تصرّف ہو، دونوں طرح اسباب جمع ہو جائیں تو بارش امید اور ضرورت کے مطابق ہو اور جہاں یہ دونوں اسباب جمع نہ ہوں وہاں بارش کے وقوع میں اختلال رہے۔

(معارف القرآن جلد ٦)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا **ماہانہ اجتماع عصر تا بعد عشاء** بتاریخ ٢٣ر جمادی الاخریٰ ١٤٢٦ھ بمطابق **31-07-2005** بروز اتوار بمقام **موتی مسجد** پرنام بٹ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا • ایک سنت بتانا • قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح
• آداب گشت • بعدہٗ گشت • تعلیم تسہیل قصد السبیل
• چائے و تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک • سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ)
• بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب • بعدہٗ دعا
• تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: • مراقبہ موت • کھانے کی سنتیں • سونے کی سنتیں
• نماز کی عملی مشق • دعا

آپ تمام حضرات سے اس اجلاس کی کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

درسِ حدیث

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

امت مسلمہ کے نقصانات اوراس کے اسباب

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عظمت امتى الدنيا نزعت منها هيبة الاسلام اذا تركت الامر بالمعروف والنهى عن المنكر حرمت بركة الوحى واذا تسآبت امتى سقطت من عين الله

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت، وقعت اس کے قلوب سے نکل جائیگی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائیگی ۔ اور جب آپس میں گالی گلوج اختیار کریگی تو اللہ جل شانہٗ کی نگاہ سے گر جائیگی۔

اے بہی خواہانِ قوم! ترقیٔ اسلام اور ترقیٔ مسلمین کے لئے ہر شخص کوشاں وساعی ہے۔ لیکن جو اسباب اس کے لئے اختیار کئے جارہے ہیں۔ وہ تنزل کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اگر درحقیقت تم اپنے رسول (روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا رسول سمجھتے ہو، ان کی تعلیم کو سچی تعلیم سمجھتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس چیز کو وہ سبب مرض بتارہے ہیں۔ جن چیزوں کو وہ بیماری کی جڑ فرمارہے ہیں وہی چیزیں تمہارے نزدیک سبب شفاء وصحت قرار دی جارہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لیکر آیا ہوں۔'' لیکن تمہاری رائے ہے کہ مذہب کی آڑ کو بیچ سے ہٹا دیا جائے تا کہ ہم بھی دیگر اقوام کی طرح ترقی کرسکیں۔ اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے کہ

من كان يريد حرث الاٰخرة نزد له فى حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وماله فى الاخرة من نصيبo

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔ اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُس کو کچھ دنیا دے دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان آخرت کو اپنا نصب العین بنالیتا ہے، اللہ جل شانہٗ اس کے دل کو غنی فرما دیتے ہیں اور دنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آتی ہے۔ اور جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین قرار دیتا ہے پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں سے جتنا حصہ مقدر ہو چکا اس سے زیادہ ملتا ہی نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس آیت پاک کو تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اے ابنِ آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینہ کو تفکرات سے خالی کردوں گا اور تیرے فقر کو ہٹا دوں گا۔ ورنہ تیرے دل میں (سینکڑوں طرح کے) مشاغل بھر دوں گا اور تیرا فقر بند نہیں کروں گا۔

یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ارشاد ہے اور تمہاری رائے ہے کہ مسلمان ترقی میں اس لئے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں کہ جو راستہ ترقی کیلئے اختیار کیا جاتا ہے یہ مُلّا نے اس میں رکاوٹیں پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ ہی ذرا انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ اگر یہ مُلّا نے ایسے ہی لالچی ہیں تو آپ حضرات کی ترقیات ان کے لئے مسرت کا سبب ہوں گی۔ کیونکہ جب ان کی روزی آپ کے زعم میں آپ کے ذریعہ سے ہے تو جس قدر وسعت اور فتوحات آپ پر ہوں گی وہ ان کے لئے بھی سببِ وسعت اور فتوحات ہونگی۔ مگر یہ خود غرض پھر بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو کوئی مجبوری ان کو درپیش ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے نفع کو بھی کھو رہے ہیں۔ اور آپ جیسے محسن و مربیوں سے بگاڑ کر گویا اپنی دنیا خراب کر رہے ہیں۔

میرے دوستو! ذرا غور تو کرو اگر یہ مُلّا نے کوئی ایسی بات کہیں جو قرآن پاک میں صاف طور سے موجود ہو تو پھر ان کی ضد سے مُنہ پھیرنا نہ صرف عقل ہی سے دور ہے بلکہ شانِ اسلام سے بھی دور ہے۔ یہ مُلّا نے خواہ کتنے ہی نا اہل ہوں مگر جب کہ صریح ارشاد باری عزّ اسمہٗ اور ارشاد نبی کریم ﷺ آپ تک پہونچا رہے ہوں تو آپ پر ان ارشادات کی تعمیل فرض ہے اور حکم عدولی کی صورت میں جواب دہی لازمی ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ سرکاری قانون کی اس لئے پرواہ نہیں کہ اعلان کرنے والا بھنگی تھا۔ (فضائلِ تبلیغ ص ۱۷)

انوار سنت　حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

چند سنتیں

مسواک کی سنتیں ۱) ہر وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ ۲) مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ جو حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری سرے کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔

وضو کی سنتیں وضو میں اٹھارہ سنتیں ہیں۔ ان کو ادا کرنے سے کامل طریقے سے وضو ہو جائے گا۔ ۱) وضو کی نیت کرنا۔ مثلاً یہ کہ میں نماز کے مباح ہونے کے لئے وضو کرتا ہوں۔ ۲) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر وضو کرنا۔ بعض روایات میں وضو کی **بسم اللہ** اس طرح آئی ہے:۔ **بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام**۔
اور بعض روایات میں اس طرح بھی ہے۔ **بسم اللہ والحمد للہ**۔ اور وضو کے دوران یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے۔ **اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی**۔
۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا۔ ۴) مسواک کرنا اگر مسواک نہ ہو تو اُنگلی سے دانتوں کو مَلنا۔ ۵) تین بار کلی کرنا۔ ۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک چھنکنا۔ ۷) کُلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مُبالغہ کرنا اگر روزہ نہ ہو۔ ۸) ہر عضو کو تین بار دھونا۔ ۹) چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا۔

فائدہ: ڈاڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین بار چہرہ دھونے کے بعد ہتھیلی میں پانی لے کر ٹھوڑی کے پاس تالو میں ڈالے اور ڈاڑھی کا خلال کرے اور کہے۔ **ھٰکذا امرنی ربی**۔

۱۰) ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا۔ ۱۱) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ ۱۲) سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا۔۱۳) اعضاء وضو کو مَل مَل کر دھونا۔ ۱۴) پے در پے وضو کرنا۔۱۵) ترتیب وار وضو کرنا۔۱۶) داہنی طرف سے پہلے دھونا۔۱۷) سر کے اگلے حصے سے مسح شروع کرنا۔۱۸) گردن کا مسح کرنا۔حلق کا مسح نہ کرے۔یہ بدعت ہے۔وضو کے بعد کلمہ شہادت **اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله** پڑھ کر یہ دُعا پڑھیں:۔**اللّٰهم اجعلنى من التوابين واجعلنى من المتطهرين** ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما۔

فائدہ:۔ اس دُعا کے متعلق مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملاّ علی قاریؒ نے فرمایا کہ وضو ظاہری طہارت ہے۔اس دُعا سے باطنی طہارت کی درخواست پیش کی گئی ہے کہ اوّل اختیاری تھی وہ ہم کر چکے ہیں اب آپ اپنی رحمت سے ہمارے باطن کو بھی پاک فرما دیجئے۔

ضروری گذارش

شیخ المشائخ حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرھم کی حیات وخدمات کے سلسلے میں آئندہ خصوصی نمبر شائع کرنے کا نظام ہے۔اس لئے آپ حضرات اپنے گراں قدر مضامین ارسال فرمائیں۔ **جزاك الله**

پتہ:
دفترِ دعوۃ الحق، 43 ملا اسٹریٹ، پرنام بٹ۔ 635810

جو بیچتے تھے دوائے دل

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق حقّی رحمۃ اللہ علیہ

حیات وکارنامے

از : جانشین محی السنۃ حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب مدظلہ

آپ کا نام نامی ''ابرار الحق'' تھا۔ والد ماجد ''محمود الحق صاحب'' تھے جن کا ہردوئی کے معروف ومشہور بڑے وکیلوں میں شمار ہوتا تھا نیز آپ کے والد حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز صحبت تھے۔

آپ کی ولادت ۲۰ / دسمبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ تا حیات ہردوئی میں قیام رہا۔ حضرت والا محی السنۃ کی زندگی از ابتدا پابند شریعت تھی۔ آپ نے ۲۱ سال کی عمر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ محی السنۃ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ''آپ طالب علمی کے زمانے سے صاحب نسبت تھے''۔

کارنامے :

حضرت محی السنۃ نے ۱۹۴۲ء میں ''اشرف المدارس'' کا سنگ بنیاد رکھا، جمعہ کے دن مسجد میں اعلان کروادیا کہ ''مدرسہ کا آغاز ہورہا ہے جو حضرات اپنے بچوں کو بھیجنا چاہیں وہ بھیجیں ان پر کوئی مالی بار نہیں پڑے گا، پہلے ہی دن مسجد کے صحن میں چارپائی ڈلوادی۔ ہردوئی کے دو طالب علم شروع دن میں ہی تشریف لائے، اس طرح سے مدرسے کا آغاز ہوا، جو تادمِ تحریر جاری ہے۔

''دعوۃ الحق'' کا قیام ۱۹۵۰ء کو ہردوئی میں عمل میں آیا، ۱۹۵۳ء میں آپ نے مکاتب کا اجراء فرمایا، ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ کو پہلا مکتب اٰہی اعظم پور میں قائم کیا،

وہاں کے پہلے مدرس منشی احمد صدیق تھے جو موضع رسول پور آنٹھ میں بھی کام کرتے تھے۔ ضلع ہردوئی کی چاروں تحصیل میں ۴۴ مکاتب ہیں اور دیگر اضلاع میں ۲۵ ہیں۔ دیگر صوبہ جات میں ۲۷ ہیں اور تا مرگ وفاتِ محی السنۃ کے ۹۶ مکاتب زیرِ نگرانی تھے۔

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے مجاز بیعت وخلافت تھے، پھر مرشد تھانویؒ کی وفات کے بعد خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے وابستہ رہے، ان کے بعد شاہ عبد الغنی پھولپوری سے انتساب بیعت کیا، پھر قطب العالم شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رہا، ان کے وصال کے بعد مولانا محمد احمد صاحبؒ پرتاپ گڑھی سے تعلق رہے، ان کے یہاں بہت اہتمام سے جاتے تھے۔

طرز زندگی:

محی السنۃ کی پوری حیات نمونۂ اسلاف تھی، سادگی، بے ساختگی، اصلاح امت کی فکر، سیاست وکسی بھی سیاسی جماعت سے کوئی ربط وتعلق نہ تھا۔ ہر خاص وعام سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے، ہر شخص کا درد دل میں رکھتے جس کو کوئی تکلیف و پریشانی ہو۔

خاص بات یہ تھی کہ پریشان مضطرب شخص بھی حضرتؒ سے مل کر قلبی سکون پاتا تھا، اس کی پریشانی کے حل کی صورتیں نکلتی تھیں، پُر تکلف غذائیں پسند نہیں فرماتے تھے، ہر چیز میں نظم پسند فرماتے تھے، خلاف اصول کاموں کو برداشت نہیں فرماتے تھے، خلاف شریعت بات پر برجستہ بر وقت وبر موقع نکیر فرماتے تھے۔ اس میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے، ہر وقت پیش نظر رضائے الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ کل حیات اصلاح معاشرہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ترویج واشاعت میں دینی تعلیم کو فروغ دینے میں، قرآن شریف کی عظمت ومحبت ساری امت کے دلوں میں پیدا کرنے، سنت کے مطابق تلاوت کرنے کی اہمیت دلانے میں صرف کی، اکابرین واسلاف سے ملاقات کا اہتمام کرتے تھے، بیماروں کی عیادت کے لئے ہدایت فرماتے تھے، چنانچہ خاص طور پر حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے دو مرتبہ تشریف لے گئے جس پر حضرت والا نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا رابع صاحب ندویؔ سے بے حد محبت وعقیدت فرماتے تھے، خاص طور پر جب حیدر آباد میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر کا انتخاب ہورہا تھا تو حضرت محی السنۃ نے بورڈ کے لئے اور مولانا رابع صاحب کے لئے دعائیں کیں تھیں ۔ نیز کئی مرتبہ محی السنۃ علیہ الرحمۃ نے مولانا رابع صاحب کو بطور خاص اپنے مدرسہ اشرف المدارس کے جلسے میں مدعو فرمایا اور تقریر کروائی۔

حضرت محی السنۃ کا جب بھی لکھنؤ سے علی گڑھ بمبئی جانا ہوتا تھا تو حضرت محی السنۃ کے سامنے ندوہ کی بات رکھی جاتی تھی تو حضرت والا نہایت خوشی سے قبول فرمالیتے ۔ اور جب بھی ندوہ تشریف لے جاتے تو پہلے ہی بذریعہ ٹیلی فون حافظ مصباح الدین سے اطلاع کرواتے ۔ پھر ندوہ جاکر طلبہ واساتذہ سے اصلاحی وتربیتی خطاب فرماتے ، حضرت مولانا رابع صاحب ندوی بھی بغرض ملاقات ودعا ہردوئی آیا کرتے تھے ۔ اور حضرت والا کے تمام اہلِ خانہ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؔ کو اپنا بڑا تسلیم کرتے تھے ۔ نیز مولانا رابع صاحب ندوی بھی حضرت محی السنۃؒ کو اپنا رہبر وسرپرست گردانتے تھے، فردِ خانہ کی حیثیت سے آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔

خلفاء : محی السنۃ علیہ الرحمۃ کے دو قسم کے خلفاء ہیں۔

(۱) مجازین بیعت

(۲) مجازین صحبت

مجازین بیعت کی تعداد ۱۰۳ ہیں، اور مجازین صحبت ۳۶ ہیں۔

مجازین بیعت ہندوستان میں ۶۰ ، پاکستان میں ۶ ، انگلینڈ میں ایک ، امریکہ میں ایک ، افریقہ میں ۳، سعودی عرب میں ۵ ، بنگلہ دیش میں ۲۷ ہیں ۔ جن میں حکیم محمد اختر صاحب کراچوی، (پاکستان) مفتی عبد الرحمٰن صاحب بنگلہ دیشی ، مولوی ایوب صاحب ، (انگلینڈ) ، مولوی یحییٰ صاحب بھام افریقی ، مولوی سلیمان صاحب ڈھانچی ، عبد الحق صاحب ڈیسائی افریقی ، جدہ میں انوار الحق صاحب اور مولانا عبد الرحمٰن صاحب حیدر آبادی ، اعجاز صاحب حیدر آبادی ، مدینہ طیبہ میں جناب منصور علی خاں صاحب ، اور مکہ مکرمہ میں قاری خلیق اللہ صاحب ہیں اور بھی دیگر خلفاء

ہیں جن کا ذکر اس مختصر تحریر میں اختصار کے پیش نظر ترک کیا گیا ہے۔

پسماندگان:

حضرت والاؒ کے کل پانچ بھائی اور ایک بہن تھیں۔ دو بھائی حیات ہیں۔ ایک پاکستان میں اور ایک علی گڑھ میں، حضرت والا کی اہلیہ محترمہ و دختر نیک صالحہ حیات ہیں، حضرت والا کے تین نواسے اور تین نواسیاں ہیں، جن میں حضرت کے نواسے علیم الحق سلمہٗ مجاز بیعت ہیں۔

حضرت کے صاحبزادے حافظ اشرف الحق. ۲۸ سال کی عمر میں ۱۹۷۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آپ نہایت متقی و پرہیزگار و زیرک تھے۔

حضرت والاؒ اخیر وقت میں مرادآبادی مضمون کی تقسیم و اشاعت کا بہت خاص اہتمام فرمایا۔ اور زبانی بھی سب کو اس کی تقسیم کی ترغیب دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے کہا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جن کا تابعین میں بڑا مقام و مرتبہ ہے اس زمانہ میں موجود تھے یعنی حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے لیکن ماں کی خدمت کی وجہ سے انہوں نے حضور پاک ﷺ کی زیارت نہیں کی، وہ افضل ہیں یا سیدنا امیر معاویہؓ؟ انہوں نے صاف کہا حضرت امیر معاویہؓ نے جو حضور پاک ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، اس جہاد میں جو گرد اڑ کر ان کے گھوڑے کی ناک میں پڑی ہے اویس قرنی سے وہ گرد بھی افضل ہے۔

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب کسی مریض کے پاس جاوے تو سات مرتبہ یہ دُعا پڑھ لے۔ **اسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک۔** ہر مرض کی شفاء کے لئے اکسیر ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ہمارے والد صاحبؒ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے قبض کی مستقل شکایت ہے لیکن جس رات کو تہجد کی توفیق ہو جاتی ہے اور ذکر میں انشراح عطا ہو جاتا ہے اس دن قبض کی شکایت نہیں رہتی۔

جواب ارقام فرمایا کہ ذکر سے روح کو نشاط ہوا اور نشاط روح سے روح کو قوت عطا ہوئی اور قوت روح سے طبیعت کو قوت پہنچی اور قوت طبیعت سے مرض دفع ہوا۔ جیسا کہ اطبّاء نے لکھا ہے دراصل دوائیں دافع مرض نہیں ہیں بلکہ خود طبیعت انسانیہ مدافعت کرتی ہے اور دواؤں سے طبیعت کی صرف تقویت مقصود ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب تدبیر کرو اس پر بھروسہ مت کرو سرخ بتی گاڑی نہیں روکتی اس کے پیچھے حکم حکومت کا ہوتا ہے حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ دہلی کے پاس کسی کی سفارش اس انداز سے تحریر فرمائی۔

حامداً ومصلیاً۔ رفعت امرہ الی اللّٰہ ثم الیک ان اعطیتہٗ فالمعطی ھو اللّٰہ وانت المشکور وان منعتہٗ فالمانع ھو اللّٰہ وانت المعذور　والسلام۔

ترجمہ: میں اس کا معاملہ اولاً اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا پھر تدبیر کے طور پر آپ کو لکھتا ہوں اگر آپ نے ان کا کام کر دیا تو دینے والا صرف اللہ ہے اور آپ کو اجر ملے گا۔ اور اگر نہیں دیا تو مانع

صرف اللہ ہے اور آپ معذور۔ والسلام

ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ اپنے خیال سے اپنی قیمت زیادہ لگالیتے ہیں اپنی قیمت سنت کی کسوٹی پر لگائیے۔ حضور اکرم ﷺ بکری چرالیتے تھے۔ دودھ بکری کا تھن سے نکال لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاخرانہ لباس پہننے سے انکار فرمادیا کہ اپنے نفس میں کچھ محسوس کیا اور فرمایا کہ **نحن قوم اعزنا الله بالاسلام**

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستر خوان پر کھانا گر گیا اُٹھا کر کھالیا بعض غیر ممالک کے سفرا بھی تھے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ کیا خیال کریں گے فرمایا ہم ان احمقوں کے سبب اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

ارشاد فرمایا کہ جب مجھ سے کوئی متعدد مقاصد کے لئے دُعاؤں کے لئے کہتا ہے تو میں کہتا ہوں اچھا سب لوگ اپنے سب مقاصد کا دل میں خیال کرلیں پھر دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ آپ کے جمیع مقاصد پورے فرمائیں کم وقت میں سب کے لئے اور جمیع مقاصد کے لئے دُعا ہوگئی۔

ارشاد فرمایا کہ دینی مدارس کے اصول میں دین کے وقار کا لحاظ اگر نہیں ہے تو صرف جسم ہے مگر روح نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو مرنے کے نام سے وحشت ہوتی ہے لہذا یوں کہنا چاہئے کہ فلاں صاحب اصلی وطن گئے قبرستان وطن اصلی کا اسٹیشن اور وطن اصلی کی گاڑی قبر ہے۔ میرا نواسہ چھوٹا سا ہے جب قبرستان کئی روز نہیں جاتا ہوں تو تقاضا کرتا ہے کہ آپ جنت کے اسٹیشن کب چلیں گے۔

ارشاد فرمایا کہ جس پر کسی کا حق ہوابھی سے معاف کرالے ورنہ قیامت میں سزا ہوگی نیکیاں چھن کر اس کو دی جاویں گی اگر نیکیاں کم ہونگی تو اس کے گناہ اس پر لادے جاویں گے حضرت تھانویؒ نے اپنی سوانح میں کس درد سے حقوق العباد معاف کرایا ہے اس مقام پر یہ اشعار بھی ہیں۔

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام
کہ خجلت بروزِ قیامت نہ ہو
خدا پاس مجھکو ندامت نہ ہو

ارشاد فرمایا کہ ایک مجمع میں پولیس افسر ایس پی وردی کے بغیر موجود ہے کوئی ہیبت نہیں ایک سپاہی وردی میں آتا ہے سب ڈر گئے خدا خیر کرے سب اس کی طرف دیکھنے لگے اس نے کہا کوئی بات نہیں سب امن ہے ہمارے افسر ایس پی بھی یہاں موجود ہیں۔ لیجئے یہ اثر وردی میں ہوتا ہے امت نے جب سے اپنی وردی اتاردی کافروں کے دلوں میں رعب نہ رہا جہاں دیکھو اخباروں میں ان کے پٹنے کی خبر آرہی ہے۔ میں ایک مرتبہ سفر حج میں بحری جہاز کے اندر داڑھی پر بیان کیا الحمد للہ بہت سے لوگوں نے داڑھی رکھ لی حقیقت یہ ہے کہ ہم کہتے نہیں ہم پر مایوسی طاری ہے ایسا ہرگز نہیں خدا تعالیٰ سے دُعا کر کے بار بار کہتے رہئے بعض لوگوں کو علم صحیح نہ ہونے سے اس کی اہمیت نہیں ہوتی وہ فوراً تائب ہو جاتے ہیں اور داڑھی رکھ لیتے ہیں۔

(مجالسِ ابرار)

ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ ہم کارٹون فلموں کو بے ضرر تصور کرتے ہیں، ان کے دیکھنے پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، لیکن یاد رکھئے ان کارٹون فلموں کا اثر بچوں کے ذہنوں پر دیگر فلموں کے مقابلہ زیادہ اور دیرپا ہوتا ہے واشنگٹن یونیورسٹی کے ماہر نفسیات ڈاکٹر کارل ہٹس بچوں کے پروگراموں کے اثرات کا تجربہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، فلموں، ٹی وی سیریز اور فرضی افسانوی کہانیوں اور کارٹون پر مشتمل پروگرام دیکھنے کا اثر بچوں پر بہت بھیانک ہوتا ہے۔

(مفکر اسلام حضرت ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

کام کا صحیح طریقہ

مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

فرمایا کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سے آیا اور گھر پر رہنے لگا، تو کبھی کبھی وعظ کے لئے قرب وجوار کے اطراف میں جاتا تھا، اور وعظ میں صرف قرآن وحدیث کی باتیں بیان کرتا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ ان عوام کا ناس ان واعظوں نے ہی مارا ہے، انہوں نے ان کے سامنے موٹے موٹے الفاظ کہے اور فارسی کے اشعار پڑھے ہیں، اور ان لوگوں سے اپنی تعریف تو کرالی ہے مگر ان کے پلے کچھ نہیں پڑا، صرف جلسہ تو ان کے ہاتھ لگا اور وہ بھی نام کا، باقی دین وغیرہ تو کچھ حاصل ہوا نہیں۔ میں نے یہ کیا کہ تھانہ بھون سے آنے کے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں جو وہاں سنی تھیں، بیان کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ کام کی باتیں ہوتی تھیں اس لئے لوگوں نے توجہ سے سنا، اور میں نے کہا کہ بس ان کے سامنے حقائق بیان کرو، الفاظ کے چکّر میں نہ پڑو، اس کی وجہ سے تمہارا نام واعظوں میں تو نہ ہوگا مگر لوگوں کے پلّے کچھ پڑ جائیگا۔

چنانچہ اسی طرح سیدھی سادی باتیں بیان کرنا شروع کیا، تو دیکھا دو دو گھنٹے تین تین گھنٹے بیان کرتا تھا مگر ایک شخص بھی درمیان سے اٹھکر نہ جاتا تھا، بلکہ ہوا یہ کہ جو لوگ وعظ میں شریک ہوتے تھے انہوں نے دوسروں کے وعظ میں جانا چھوڑ دیا، کہتے تھے کہ جی نہیں لگتا۔

غرض جب باتیں پہونچائی گئیں تو لوگوں نے مانا، اور جب بے غرض ہوکر کام کیا گیا تو یہی عوام النّاس متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کچھ جانتے نہ تھے، دین کا علم تو تم سے ہوا، پھر مانتے ہی گئے، اور قریب ہوتے گئے، اور لوگوں کو نفع ہوا، جب باتیں کروگے ہی نہیں تو لوگوں کو آئیگا کیا؟ یا ان کے مقام سے اونچی باتیں کروگے تب بھی انھیں کچھ نفع نہ ہوگا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اور ایسی ایسی باتیں حضرت کو خوب یاد تھیں، انھیں سنکر لوگ محفوظ بھی ہوتے تھے، اور ان حکایتوں سے بڑے بڑے حقائق کا انکشاف ہو جاتا تھا۔

فرماتے تھے ایک شخص کے پاس دیہات سے کچھ لوگ آئے، اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ، آپ کے کشت زارِ گندم پر تقاطرِ امطار ہوا یا نہیں؟ اُن لوگوں نے اس کا مطلب سمجھ لیا کہ بارش کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں کہ کھیتی کا کیا حال ہے بارش وارش ہوئی یا نہیں؟ لیکن آپس میں کہا کہ چلو میاں اس وقت قرآن شریف پڑھ رہے ہیں پھر آیا جائیگا۔ (اُن کے اظہار علم دانی کا نہایت ہی لطیف جواب دیا، مطلب یہ تھا کہ ہم دیہاتی لوگ ہیں ہم سے سیدھے سادے لفظوں میں بات کرنی چاہئے، ہم سے کیا اظہار لیاقت کرنے چلے۔ لوگوں سے بقدر ان کے علم و فہم کے ہی گفتگو کرنی چاہئے)

جب لوگوں کے فہم کے مطابق بات کروگے، کیوں نہ سمجھیں گے، کیوں نہ مانیں گے مسلمان ہیں، ایمان رکھتے ہیں دین کی باتیں سنیں گے تو کیوں نہ اثر لیں گے۔ دین اور ایمان انسان کو حق بات کے ماننے اور اس سے اثر لینے پر مجبور کرتا ہے۔

ایک قاضی صاحب کے یہاں کسی معاملے میں دو عورتوں نے آکر گواہی دی، قاضی ایک کا بیان سن رہا تھا کہ وہ کچھ بھولی، جھٹ دوسری نے اُسے ٹوک دیا، قاضی نے اُسے منع کیا کہ تو کیوں بولتی ہے، عورت بھی غضب کی تھی، اس نے برجستہ کہا کہ قاضی صاحب! مجھے بولنے کی اجازت قرآن نے دی۔ قاضی نے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے کہ "ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاُخریٰ" یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے قائم مقام اس لئے ہے کہ یہ ناقصات العقل ہوتی ہیں، پس اگر انمیں ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے "قاضی کو اس عورت کا" جواب سن کر بڑی حیرت ہوئی، اس پر یہ دیکھو اس عورت نے اس آیت سے کیسے استدلال کیا جو مجھے بھی معلوم نہ تھا۔

جس زمانے میں دین کا چرچہ تھا تو آپ کی عورتیں بھی دین سے واقف ہوتی تھیں۔ اور اب جو مرد واقف نہیں تو اس لئے کہ اب ان باتوں کا چرچا نہیں رہا۔

ایک جگہ بہت سے علماء جمع تھے، کوئی جلسہ تھا، ایک مولوی صاحب وعظ کہنے کھڑے ہوئے اور اپنے بیان کے لئے بڑی لمبی تمہید اٹھائی اور اس میں لیلیٰ مجنوں کا قصہ چھیڑ دیا، ایک اور

مولوی صاحب تھے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ کچھ کام کی بات نہیں ہو رہی ہے تو ان سے کہا کہ چلو بیٹھو اور خود کھڑے ہو کر عوام کو مخاطب کیا اور کہا سنو جی! یہ جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوا ہے یہ بات ہے ہمارا یہ حال ہے، یہ کام کرنا چاہئے ان باتوں سے بچنا چاہئے اور اس طرح سے کام کام کی چند باتیں بیان کر کے تقریر ختم کر دی۔

تو آج ضرورت اسی چیز کی ہے کہ مسلمانوں کو پریشان نہ کیا جائے بلکہ صرف کام کام کی باتیں ان سے بیان کی جائیں اور ان پر عمل کا مطالبہ کیا جائے۔

توکل برکت کا ذریعہ ھے

مُراد: اِس بات کا یقین رکھنا کہ کائنات میں سب کچھ تخلیق، رزق، نفع، نقصان، بیماری، موت اور زندگی، غرضیکہ ہر چیز تنہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

دلیل: امام ترمذی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا".

(جامع الترمذی)

ترجمہ: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر کماحقہٗ توکل کرو تو تمہیں اس طرح رزق دیا جائے، جس طرح کہ پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے، صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور سرِ شام پیٹ بھر کر پلٹتے ہیں۔''

گناہ کا علاج

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

اس کے لئے سہل تدبیر یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ تقاضائے نفس کیوں ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصی میں نفس کو لذت آتی ہیں وہ لذت گناہ کرنے والے کے پیش نظر ہوتی ہے اور واقعی میں اس گناہ پر ایک عقوبت بھی مرتب ہونے والی ہے وہ پیش نظر نہیں ہوتی۔ اور وہ خدا کی ناراضی ہے اور عذاب جہنم۔ اس کو دوسرے لفظ سے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ گناہ کرنے والے کو ارادہ گناہ کے وقت صرف ایک مخلوق پیش نظر ہوتی ہے یعنی لذت اور خدا پیش نظر نہیں ہوتا۔ اگر خدا بھی پیش نظر ہو جائے تو تقاضائے گناہ کبھی نہ ہو کیوں کہ جب کوئی مانع پیش نظر ہوتا ہے تو بے جا کام کا ارادہ بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً باپ کے سامنے بیٹے کا حقہ پینا معیوب سمجھا جاتا ہے تو جب تک باپ سامنے ہو اور بیٹے کو اس کا علم بھی ہو تو وہ حقہ نہیں پی سکتا اور اگر سامنے نہ ہو یا اس کے سامنے ہونے کا علم نہ ہو تو بے تکلف پئے گا تو تقاضائے نفس کا سبب یہ نکلا کہ لذت پیش نظر ہے اور خدا پیش نظر نہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک کیفیت کے استحضار اور غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب اور بے اثر ہوگئی ہے دیکھا ہوگا کہ ایک شخص کھانا کھانے بیٹھے اور اس کو بھوک بھی ہو لیکن اسی حالت میں اس کا کوئی گہرا دوست آکر آواز دے تو وہ بے اختیار کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوگا۔ دیکھئے! بھوک موجود ہے لیکن مغلوب ہوگئی دوست کی محبت سے یعنی ایک کیفیت مغلوب ہوگئی دوسری کیفیت سے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت آدمی معصیت کرتا ہے اس وقت وہ چیز جو داعی ہے معصیت کی طرف وہ تو موجود ہے یعنی استحضار لذت اور وہ چیز جو مانع ہے معصیت سے وہ نظر سے غائب ہے۔ یعنی خوف عقوبت یا خوف خدا۔ حاصل یہ ہوا کہ غفلت عن اللہ سبب ہے تقاضائے معصیت کا۔ اور جبکہ علاج بالضد ہوتا ہے تو علاج اس کا استحضار ہوا اس مانع کا اور یہی حاصل ہے تذکر کا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ یہ علاج ایسا ہے جس کا ثبوت صرف شرعی نہیں

بلکہ از روئے سائنس بھی ہے۔ دیکھئے! یہ سائنس ہی کا تو مسئلہ ہے کہ علاج بالضد ہوتا ہے اور یہ کہ ایک کیفیت کے غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب ہو جاتی ہے ان دونوں کے ملانے سے یہ علاج معصیت کا نکل آیا کہ عقوبت کے خیال کو یا خوف خدا پیش نظر رکھا جاوے اور اس کو لذت پر غالب رکھا جاوے اس طرح صرف تذکرہ ہی آئندہ کے معاصی سے بچنے کی بھی تدبیر ہے یہاں سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شرعی تعلیمات سائنس کے موافق ہیں قرآن میں سب سائنس بھرا ہوا ہے مگر ایسا سائنس۔ وہ سائنس جس کی نسبت کہا ہے ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں راہم بخواں

(مفاسد گناہ ۱۸۴۔ ترجیح المفسد علی المصلحہ)

تبلیغ کی ضرورت

دنیا کے تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر انسان کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ اگر کسی دوسرے انسان کو کسی سخت نقصان سے دوچار ہوتا ہوا دیکھے تو اُس کی مدد کرے اور حتی الوسع اُس کی دستگیری کرتا ہوا مصائب و آفات کے پنجہ سے نجات دلوائے۔ اسی بناء پر گڑھے اور کنوؤں میں گرنے والوں، درندوں اور زہریلے جانوروں کے شکار ہونے والوں، ظالم اور خون خوار حیوانوں کے پنجوں میں پھنسنے والوں، فاقہ اور افلاس وامراض میں مبتلا ہونے والوں وغیرہ وغیرہ کی مدد ہر قوم اور ہر مذہب میں ضروری خیال کی جاتی ہے۔ جبکہ دنیاوی چند روزہ مصائب اور فنا ہونے والے جسم کی تکالیف سے بچانا انسانی فریضہ شمار کیا جاتا ہے تو اُخروی دائمی مصائب اور ہمیشہ باقی رہنے والی روح کی تکالیف سے بچانا کیا اس سے بدرجہا زائد لزوم والا فریضہ شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی اُخروی زندگی اور روحانی امراض سے شفایابی کی طرف پوری توجہ کرے۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

سیرتِ خاصان حق

ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہمراہ مسجد نبوی میں نماز ظہر پڑھنے گیا نماز سے فارغ ہوکر مقصورہ کا دروازہ کھولا تو اس میں حضرت صفوان بن سلیمؒ کو مصروف عبادت دیکھا۔ سلیمان ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے پوچھا:

"یہ کون بزرگ ہیں میں نے ایسا نورانی چہرہ کبھی نہیں دیکھا" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا "امیر المؤمنین یہ صفوان بن سلیمؒ ہیں" سلیمان نے حضرت صفوانؒ کا نام سن رکھا تھا اور ان کے زہد وتقویٰ اور علم وفضل کی شہرت بھی اس کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ اس نے اپنے ایک غلام کو پانچ سو دینار کی ایک تھیلی دی اور حکم دیا کہ اسے لیجا کر حضرت صفوانؒ کی خدمت میں پیش کرو۔ غلام نے لیجا کر پیش کی اور کہا "پانچ سو دینار کی یہ تھیلی امیر المؤمنین کی جانب سے آپ کی نذر ہے وہ یہاں مسجد میں موجود ہیں"

حضرت صفوانؒ نے فرمایا۔ "میاں تمہیں دھوکا ہوا ہے کسی اور کے پاس بھیجی ہوگی۔"

غلام نے حیران ہوکر پوچھا، "کیا آپ صفوان بن سلیم نہیں ہیں؟" فرمایا "ہوں تو میں ہی صفوان بن سلیم۔" غلام نے عرض کیا "تو پھر آپ ہی کو دی ہے۔" حضرت صفوانؒ نے فرمایا "بھائی تم جاکر دوبارہ پوچھ آؤ۔"

جوں ہی غلام پوچھنے کے لئے مڑا حضرت صفوانؒ اپنا جوتا اٹھا کر مسجد سے نکل گئے اور پھر جتنی دیر تک سلیمان مسجد میں موجود رہا وہ مسجد سے غائب رہے۔ غلام نے انکو بہتیرا تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے آخر اس نے مایوس ہوکر تھیلی سلیمان کو واپس کردی۔

حضرت صفوانؒ کے استغناء اور دنیا سے بے رغبتی کی بھی عجیب شان تھی۔ دنیا ان کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی اور وہ اس کی طرف مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ (یہ تیرے پُراسرار بندے)

طہارت کے فرائض وواجبات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

وضو کے فرائض:۔ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں ایک مرتبہ سارا مُنہ دھونا (دوسرے) ایک ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (تیسرے) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (چوتھے) ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا، بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کوئی جگہ بال برابر سوکھی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔

غسل کے فرائض:۔ ۱) کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جاوے۔ ۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ ۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ:۔ اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہے تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ:۔ اگر غسل کے بعد یاد آئے فلانی جگہ سوکھی رہ گئی پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا ہے اسی کو دھولیوے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہانا چاہئے اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا ہو تو اب ڈال لے غرضکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کرے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ:۔ عورت کے اگر سر کے بال گُندھے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور سارے جڑ میں پانی پہنچانا فرض ہے اگر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا اور اگر بال گُندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو بھگونا معاف ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگولے۔ مسئلہ:۔ نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں کو خوب ہلا لیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

گناہ کے نقصانات

تیسرا نقصان۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

چند گناہ کبیرہ جن پر وعید آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱۵) ضرورتمند کی باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا

(۱۶) کسی کے مال کا نقصان کرنا

(۱۷) کسی کی آبرو پر صدمہ پہونچانا

(۱۸) چھوٹوں پر رحم نہ کرنا

(۱۹) بڑوں کی عزت نہ کرنا

(۲۰) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا

(۲۱) کسی دنیوی رنج سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا (باقی آئندہ)

ایصالِ ثواب کا اعلیٰ طریقہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے وصال پر بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند کلمات ارشاد فرما کر ایصال ثواب کا اعلیٰ طریقہ بتایا جو آپ کے ملفوظات سے یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ آج تک اسکی افادیت واہمیت اپنی جگہ باقی ہے۔

" فرمایا کہ جن حضرات کا حلقۂ محبت وتعلق اتنا وسیع ہو جتنا کہ ہمارے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا تھا، چاہئے کہ ان کی تعزیتِ عامہ کی فکر کی جائے، میرا جی چاہتا ہے کہ اِس وقت حضرت کے تمام تعلق رکھنے والوں کی تعزیت کی جائے اور خاص طور سے یہ مضمون آجکل پھیلایا جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کے ترقیٔ درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی رُوح کی مسرّتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیماتِ حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ جتنا جتنا حضرت کی ہدایات پر کوئی چلے گا، اُتنا ہی بقاعدہ "من دعیٰ الیٰ حسنة فله اجرها واجر من عملها" (حدیث) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سرمایۂ حسنات اور درجاتِ عالیہ میں ترقی ہوگی۔"

پھر فرمایا کہ:۔

"یہ ایصالِ ثواب کا اعلیٰ طریقہ ہے۔"

آہ! استاذ الاساتذہ
مولانا ایوب حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ

ہمارے حضرات اکابر شہر پرنام بٹ رحمہم اللہ سے بھرپور استفادہ کرنے والی ایک باوقار ویادگار شخصیت عالم دین، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا اپوکار محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ناظم مدرسہ عربیہ دار العلوم پرنام بٹ) پچھلے ماہ ہمیں داغ مفارقت دیکر اپنے رب سے جا ملے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت الاستاذ علیہ الرحمۃ کے بے شمار کمالات ومحاسن اور عظیم خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی جوایک کرامت سے کم نہیں وہ ان کی استقامت اور مستقل مزاجی کا وصف تھا۔

جس مدرسہ میں حصول علم کیلئے ساٹھ سال پہلے قدم رکھا آخری عمر بلکہ عمر کے آخری دن۔ انتقال کے آخری گھنٹوں تک اسی سے رشتہ جوڑے رہے۔ ساری عمر وہیں گذاری۔ جوانی سے لیکر بڑھاپے تک کتنے کٹھن مراحل آئے کیسے کیسے جان توڑ حادثات سے دوچار ہوے۔ اعزہ واقارب کے کتنے اصرار وطعن کا شکار ہوے اور کیسی کیسی ترقی کے ہرے بھرے باغات بلکہ جنتیں ان کو دکھائی گئیں مگر ٹس سے مس نہیں ہوے سب کا جواب ایک شعر پڑھکر دیتے رہے جس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے مدرسہ کو اپنا وطن بنالیا ہے یہی اوراق کتب میرا کفن ہوں گے۔ یہ استقامت، یہ قناعت، اپنے اکابر کی یادگار ہے یہ محبت وعشق شاذ ونادر ہی دیکھنے میں آئیں گے، یہ ایک خوبی نہیں بلکہ ع

بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

کے بمصداق ہمارے حضرت الاستاذ المرحوم بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے، علمی استحضار کا یہ عالم تھا کہ اپنے اساتذہ کرام کی ضروریات پر بڑی سے بڑی کتابوں کے حوالے صفحات وسطر کے قید کے ساتھ منٹوں میں سامنے کردیتے تھے۔ اساتذہ کرام علیہم الرحمہ کے پاس بھی حضرت مرحوم کا یہ استحضار وقوت حافظہ ضرب المثل تھا۔

اس سلسلہ میں آپ کے استاذ حضرت محدث جنوب علامہ قاضی نثار احمد صاحب قاسمی قدس سرہ کوئی چٹھی لکھنا چاہتے تھے تو انداز تحریر یہ تھا

مولوی ایوب حضرت سلمہ! سلام مسنون

فلاں مسئلہ کے متعلق فتاویٰ شامی میں عبارت مطلوب ہے یہ تلاش کر کے بھیجیں، اِدھر تحریر پہنچی اُدھر منٹوں میں ایوب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کتاب لیکر حاضر ہو گئے حضرت یہ صفحہ ہے یہ سطر ہے!

استاذ محترم مسکرا کر شاباشی دیتے۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۸۰ء سے لیکر انتقال سے پہلے جمعہ تک پچیس سال شہر کی چوک مسجد میں خطبہ جمعہ سے پہلے مضامین سنانے کا معمول برابر جاری رہا۔ یہ مضامین بڑی محنت وجستجو سے مرتب فرماتے تھے اکابر رحمہم اللہ کی تقاریر وتصنیفات سے اقتباسات کا انتخاب وترتیب بڑے سلیقہ سے فرمایا کرتے تھے۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق بڑے جاندار وجامع مضامین ہوا کرتے تھے۔ شہر کے حالات پر کڑی نگاہ رکھتے تھے اور ہر منکر ورسم قبیح پر تردید کرتے ہوئے بڑے پُر تاثیر مضامین پیش فرماتے تھے۔ دو تین سال پیشتر ایک مجموعۂ تقاریرِ جمعہ بھی شائع ہوا تھا۔ حضرت محدث جنوب علامہ نثار احمد صاحب قاسمی قدس سرہم کے بعد چند سال حضرت استاذ علیہ الرحمہ باقیات صالحات ویلور کے ممتحن رہے۔

بڑی سادگی ومنکسر المزاجی کے ساتھ ہر ایک سے ملتے جلتے رہتے تھے۔ اکثر اوقات مدرسہ ہی میں گذارنے کے عادی تھے۔ مطالعہ کتب کا شوق وانہماک برابر آخری عمر تک رہا۔

اصلاح باطن وتزکیہ کیلئے وقت کے مصلحین واکابر طریق سے یکے بعد دیگرے رجوع فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے پس ماندگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

(از حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب دامت برکاتہم)

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۳)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

(۱) ترجمہ اذکار نماز وَبِحَمْدِكَ ''اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔''

(۲) نماز کی سنتیں (۳) ''مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہونا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی اوپر سے نیچے گرا دینے یعنی جنت سے جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں)

(۳) کسی کو بُرے لقب سے پکارنا جیسے او اندھے، او لنگڑے، او موٹے وغیرہ۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۳) گنہگار کو خدا تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۳) ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات عطا فرماتے ہیں۔

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمد للہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جا بجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دودن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جزوقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔